کے اثرات کا ذکر ہے۔ بقیہ نو صفحات میں مولف نے پاکستان کی جامعات میں اسلامیات اور عربی میں تحقیق پر کلام کیا ہے۔ اس میں سے بھی بیش تر حصہ پالیسی بیانات یا اداروں کے قیام کے تذکرے پر محیط ہے۔

یوں تو ہماری جامعات کے بیش تر شعبہ جات تدریسی و تحقیقی انحطاط کا شکار ہیں، لیکن خاص طور پر عربی اور علوم اسلامیہ کی حالت خاصی دگرگوں ہے۔ دینی درس گاہوں میں تقلید و جمود اور فقہی تنگ نظری نے ملی امنگوں اور توقعات کے بار آور ہونے میں رکاوٹ پیدا کی ہے۔ البتہ بین الاقوامی جامعہ اسلامیہ اسلام آباد اس مایوس کن صورت حال میں نخلستان کا سا منظر پیش کرتی ہے، مگر فاضل مقالہ نگار کے بقول: علوم جدیدہ کو اسلامی بنیادوں پر استوار [کرنے کے لیے] جامعہ کوئی فکری پیش رفت کرنے میں تاحال چنداں کامیاب نہیں۔ سماجی علوم، علوم کی تدریس میں جامعہ کو زیادہ دلچسپی نہیں ہے (ص ۱۶)۔ ہم سمجھتے ہیں، بہت معیاری یا مثالی نہ سہی، مگر دوسری تمام جدید ملکی جامعات کے مقابلے میں اس جامعہ کو ان میدانوں میں بہرحال ایک امتیاز حاصل ہے۔ وژن میں وسعت کے ساتھ انگریزی اور عربی کا ایسا فہم اور اسلامی فکر سے ایسا تعلق دوسری جامعات میں خال خال دکھائی دیتا ہے۔

جامعات کی تحقیقی سرگرمیوں کے ذیل میں انھوں نے بتایا ہے کہ تحقیقی مقالات غور و فکر سے زیادہ جمع آوری کی روایت کے اسیر ہیں۔ مقالات کے موضوعات کا تعلق "حال" سے زیادہ "ماضی" سے ہوتا ہے اور طالب علم عام طور پر قلمی مخطوطات کی ترتیب و تدوین کو ترجیح دیتے ہیں، بہت ہوا تو آیات اور احادیث کی تخریج کر دی، یا پھر شخصیات کے احوال و آثار پر داد تحقیق (ص ۱۸)۔ صورت حال واقعی یہی ہے۔ حال کے بجاے ماضی پر زیادہ لکھا جانا اسی طرح رائج ہے جس طرح زیر نظر مقالے میں ماضی اور اصولی باتوں پر زیادہ کلام کیا گیا ہے اور جامعات کی عملی صورت کا جائزہ فقط چند سطور میں پیش کیا گیا ہے جس سے تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ باقی جہاں تک احوال و آثار یا قلمی مخطوطات پر کام کا تعلق ہے تو یہ کام بھی دوسرے درجے کا کام نہیں، بشرطیکہ ان کاموں میں معیار کو پیش نظر رکھا جائے جس کی فی الواقع کمی ہے۔

. جامعات کی سطح پر ہر مضمون اور شعبے کے بارے میں الگ الگ اور جامع تجزیاتی مطالعے پیش کرنے کی ضرورت ہے جن میں ان کے تدریسی لوازمے، تکنیک اور تدریسی عملے کی صلاحیت و استعداد کو بھی زیر بحث لایا جائے اور موازنہ کیا جائے۔ نصابات میں تازہ کاری کی روایت کو پرکھا جائے، پھر تحقیقی ذوق اور سرگرمیوں پر ہمہ پہلو کلام کیا جائے کیوں کہ کسی بھی شعبے کی تحقیقی سرگرمیوں کو اس کے تدریسی ماحول سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا (سلیم منصور خالد)۔

•

Pakistan : Chronology 1947-97 (پاکستان : ماہ و سال کے آئینے میں ۱۹۴۷-۹۷)، مرتب:

جاوید اقبال غوری۔ انچارج: بیگم سعیدہ طاہر خیلی۔ ناشر: نظامت عمومی برائے فلم و مطبوعات، وفاقی وزارت اطلاعات و فروغ ابلاغیات، زیرو پوائنٹ، اسلام آباد۔ صفحات: ۹۴۲+۳۲ (مجلاتی سائز) مع اشاریہ۔ قیمت: درج نہیں۔

پاکستان کی نصف صدی پر محیط تاریخ کامیابیوں اور ناکامیوں کا ایک ایسا اعمال نامہ ہے، جس میں حکمرانوں کے ساتھ پاکستان کے تمام شہری بھی درجہ بہ درجہ حصے دار ہیں۔ دو سال پہلے منعقدہ، پاکستان کی طلائی تقریبات کا زیادہ تر زور میلوں ٹھیلوں پر رہا۔ اس کے باوجود حکومتی سطح پر معدودے چند اچھے اقدامات بھی ہوئے، ان میں سے ایک زیر تبصرہ کتاب کی تیاری و اشاعت ہے۔

حوالے کی اس کتاب کا بنیادی مصدر روزنامے ہیں، جن سے سال بہ سال، ماہ بہ ماہ اور روز بروز رونما ہونے والے واقعات، حوادث، اعلانات، اقدامات، وفیات اور معاہدات کو مختصر الفاظ میں ریکارڈ کر دیا گیا ہے۔ بہت سے اہم وقوعات و اقدامات جو ہمارے پالیسی سازوں، تحقیق کاروں اور سیاسی قائدین کی نظروں سے محو ہو چکے ہیں، زیر نظر کتاب کی مدد سے ذہنوں میں تازہ کیے جا سکتے ہیں۔

یہ ہزاروں واقعات کی قاموس ہے، یہاں چند ایک کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء: علامہ شبیر احمد عثمانی نے کراچی اور مولانا ظفر احمد عثمانی نے ڈھاکہ میں منعقدہ خصوصی تقریبات میں پاکستان کے پرچم لہرائے (ص ۱۹)۔ ۱۲ ستمبر، ۱۹۴۷ء: کانگریس اور حکومت کشمیر کے درمیان خفیہ مذاکرات ہوئے (ص ۲۳)۔ یکم نومبر ۱۹۴۷ء: قائداعظم نے لاہور میں ماؤنٹ بیٹن سے کشمیر کے مسئلے پر مذاکرات کیے (ص ۲۸)۔ ۲۰ نومبر ۱۹۴۷ء: پاکستانی وفد نے اقوام متحدہ میں مسئلہ فلسطین پر بحث کا آغاز کیا (ص ۲۹)۔ ۴ فروری ۱۹۴۹ء: پنجاب یونی ورسٹی میں شعبہ دائرۃ المعارف اسلامیہ قائم کیا گیا (ص ۴۲)۔ ۲۶ فروری ۱۹۴۹ء: پارلیمنٹ نے عصمت فروشی کے خاتمے کا قانون منظور کیا (ص ۴۳)۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۰ء: وزیراعظم لیاقت علی خاں نے دستور کے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ پیش کی (ص ۵۱)۔ ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء: اسلامی ریاست کے قیام کے لیے مختلف مکاتب فکر کے علما نے بائیس نکات پر مشتمل مشترکہ فارمولا پیش کیا (ص ۵۳)۔ ۳ مارچ ۱۹۵۵ء: سندھ چیف کورٹ نے جاگیرداری نظام کے خاتمے کے لیے حکومتی فیصلے کے خلاف حکم امتناعی جاری کیا (ص ۹۲)۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء: مشرقی بنگال کا نام تبدیل کر کے مشرقی پاکستان رکھا گیا (ص ۱۰۱)۔ یکم مارچ ۱۹۵۶ء: حکومت پاکستان نے طاقت ور ایٹمی توانائی کمیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا (ص ۱۰۵)۔ ۳۰ مارچ ۱۹۷۲ء: خان عبدالولی خان نے لائل پور بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہمارے نزدیک اب پختونستان کوئی مسئلہ نہیں رہا (ص ۲۷۸)۔ ۸ جون ۱۹۷۲ء: مسٹر بھٹو کی پالیسیوں کے معروف نقاد، جماعت اسلامی کے رہنما اور قومی اسمبلی کے رکن ڈاکٹر نذیر کو ان کے کلینک میں گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ جماعت نے اس قتل کا الزام حکمران پارٹی پر لگایا ہے (ص ۲۸۴)۔ ۲۸/اکتوبر ۱۹۷۲ء: صدر بھٹو نے جنوبی ایشیا کو نیوکلیر فری زون بنانے کی تجویز پیش کی